فقهی مسائل : س ج

چلتی ٹرین میں نماز کی ادائیگی

﴿فقیہِ اعظم علامہ محمد نور اللہ بصیرپوری﴾

س ۱: (بعض حضرات چلتی ٹرین میں نماز کی ادائیگی پر اعتراض کرتے ہیں۔ براہِ کرم فقہ اسلامی کی روشنی میں اس کی وضاحت فرمائیے۔

س ۲: کہا جاتا ہے کہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ "فرض نماز میں اتحادِ مکان اور استقبالِ قبلہ شرط ہے" اور ٹرین میں ایسا ہو نہیں سکتا، اس کے بارے میں جناب کیا فرماتے ہیں؟

س ۳: کیا ریل گاڑی، بیل گاڑی، کشتی و جہاز ایک ہی حکم میں ہیں؟

جواب ۱: چلتی ریل گاڑی، چلتی کشتی کے مشابہ ہے کہ دونوں کسی جانور کے کھینچنے سے نہیں بلکہ ہوا و بھاپ (من ایاته الجوزفی البحر کا لا علام ان یشا یسکن الریح فیظلن رواکد علیٰ ظھرہ ۱۲ منہ غفرلہ) کے ذریعہ سے چلتی ہیں اور کشتی باوجودیکہ پانی کے اوپر چلتی ہے اور زمین یا کسی ایسی ٹھوس چیز پر نہیں چلتی جس پر بلاواسطہ سجدہ یا قیام ہو سکے مگر پھر بھی اس میں نماز بھی جائز ہے۔ بحکمِ احادیثِ مرفوعہ و موقوفہ، مستدرک و سننِ بیہقی و دار قطنی وغیرہا اور یہی متون و شروح و حواشی و فتاویٰ فقہیہ سے ثابت ہے بلکہ یہ امر بھی مصرح ہے کہ کنارہ نزدیک ہو اور اتر کر زمین پر پڑھ سکتا ہو تب بھی بیٹھ کر کشتی میں پڑھ سکتا ہے۔ کما فی المبسوط ص ۲ جلد ۲، خلاصۃ الفتاویٰ ص ۱۹۴ جلد ا میں ہے:

والنظم لملك العلماء لان سيرها غير مضاف اليه فلايكون منافيا للصلوٰة بخلاف الدابة فان سيرها مضاف اليه۔

نیز بدائع ص ۱۸۲ میں ہے:

بخلاف السفينة فا نها لم تجعل بمنزلة رجلى الراكب

لخروجها عن قبول تصرفه فی السیر و الوقوف ولهذا اضیف سیرها الیها دون راکبها قال اللّٰه تعالیٰ حتی اذا کنتم فی الفلك و جرین بهم وقال اللّٰه تعالیٰ وهی تجری بهم فی موج کالجبال فلم یجعل تبدل مکانها تبدل مکانه

بناء علیہ فقہائے کرام نے صاف صاف فرمادیا کہ چلتی کشتی جوازِ نماز میں بمنزلہٗ زمین ہے اور اپنے سوار کے حق میں کمرے کی طرح ہے۔ بدائع ص ۱۰۹ جلد ۱، میں فرمایا:

لان السفینة بمنزلة الارض۔

تلاوت بدائع ص ۱۸۲ میں ہے:

بل مکانه ما استقر هوفیه من السفینة من حیث الحقیقة والحکم و ذلك لم یتبدل۔

(ای بسیرها) مبسوط ص ۳ جلد ۲، بدائع ص ۱۱۰ جلد ۱، بحر الرائق ص ۱۱۷ جلد ۲، شامی ص ۱۴، جلد ۱ میں بالفاظِ متقاربہ ہے:

السفینة فی حقه کالبیت۔

مبسوط ص ۳ جلد ۲ میں اور وضاحت سے فرمایا:

لان راکب الدابة لیس له موضع قرار علی الارض وراکب السفینة له فیها موضع قرار علی الارض فالسفینة فی حقه کالبیت الاتری انه لایجریها بل هی تجری به قال اللّٰه تعالیٰ وهی تجری بهم فی موج کالجبال الخ۔

نیز فتح القدیر ص ۵۷۴ جلد ۱، فتاویٰ قاضیخان ص ۷۶، مبسوط ص ۱۴ جلد ۲، خلاصۃ الفتاویٰ ص ۱۹۸ جلد ۱، درالمنتقیٰ ۱۵۹ جلد ۱، ہندیہ ص ۶۹ جلد ۱ میں ہے:

والنظم للمحقق سیرالسفینة لا یوجب اختلاف المکان والمجلس۔

تو امس و شمس کی طرح واضح و ہویدا ہوا کہ کشتی، کشتی سوار کے لئے بمنزلہٗ زمین اور کمرے کی طرح ہے اس کا چلنا مکان اور سوار کے تبدل کا موجب نہیں تو چلتی ریل، ریل سوار کے لئے بھی بمنزلہٗ زمین اور کمرے کی طرح ہوگی بلکہ ریل میں تو پانی جیسا کوئی حائل بھی نہیں جس پر براہِ راست قیام و سجدہ وغیرہ نہ ہوسکے بلکہ ایسی ٹھوس پٹڑی پر چلتی ہے جو تسفلِ جبہہ کی وجہ متصور ہی نہیں ہوسکتی۔ بلکہ فقہائے کرام نے بالتصیص ایسی گاڑی پر جس کا کوئی حصہ جانور پر نہ ہو، جوازِ نماز فرائض کی تصریح فرمادی۔ فتاویٰ فقیہ النفس امام قاضی خان ص ۸۲، فتح القدیر ص ۴۰۴ جلد ا، تبیین الحقائق ص ۱۷۷ جلد ا، بحر الرائق ص ۶۵ جلد ۲، ہندیہ ص ۴۷ جلد ا، تنویر الابصار، شامی ص ۶۵۷ جلد امیں بکلماتِ متقاربہ ہے:

والنظم للشامی عن التتار خانیة عن المحیط لوصلی علی العجلة ان کان طرفها علی الدابة وهی تسیر تجوزفی حالة العذر لا فی غیر ها وان لم یکن طرفها علی الدابة جازت۔

اور ماسوائے تنویر کے ان سب کی تحریر ہے کہ ایسی گاڑی پر نماز بمنزلہٗ نماز برسریر ہے۔

والنظم له ایضا وهو بمنزلة الصلوٰة علی السریر۔ اس **"بمنزلة الصلوٰة علی السریر"** کا تطابق و توافق **"بمنزلة الارض"** اور **"له موضع قرار علی الارض"** اور **"فی حقه کالبیت"** کے ساتھ عدمِ تبدلِ مکان و مجلس بوقت سیر کو اور زیادہ واضح و نمایاں بنارہا ہے۔

کما لا یخفی علیٰ من خدم کلمات القوم۔

بفضلہٖ وکرمہٖ تعالیٰ ماہِ نیم ماہ اور مہر نیم روز کی طرح واضح ہوا کہ ریل رواں میں فرض جائز ہیں اور شرطِ اتحاد والمکان کے قطعاً منافی نہیں۔ رہا استقبالِ قبلہ تو وہ بوقتِ قدرت ضروری ہے، قبلہ رو شروع کرے اور اگر ریل سمتِ قبلہ سے بدل آئے تو قبلہ کی طرف پھر جائے کہ گاڑی و کشتی میں یوں پھرا جاسکتا ہے:

وان لم یقدر فلا یکلف اللّٰه نفسا الا وسعها۔

مبسوط ص ۳ جلد ۲، ہندیہ ص ۴، جلد او غیر ہا میں ہے:

والنظم من المبسوط يلزمه التوجه الى القبر عند افتتاح الصلوٰة و كذلك كلما دارت السفينة يتوجه اليها لا نهافی حقه كالبيت ۔

اور چلتی گاڑی میں جوازِ نماز کی تیسری دلیل یہ ہے کہ اگر مسافر کو اترنے میں جان کا یا بیمار ہونے یا بیماری بڑھنے کا یا درندہ یا دشمن کا خطرہ ہو یا اتنا کمزور ہے کہ بغیر امداد کے اتر نہیں سکتا یا سوار نہیں ہو سکتا یا سخت بوڑھا یا مریض ہے یا سامان چوری ہونے کا یا گاڑی چلنے یا جگہ رکنے کا خطرہ ہو تو ایسی صورتوں میں ایسی چلتی گاڑی پر نماز جائز ہے جو جانور کے کندھے پر ہو یا خود نمازی ہی جانور پر ہو۔ فتاویٰ عالمگیری ص ۴۷ جلد ا، کبیری ص ۲۶۹۔۲۷۰، بحر الرائق ص ۶۴ تا ۶۵ جلد ۲، فتح القدیر ص ۴۰۳ جلد ا، خلاصۃ الفتاویٰ ص ۱۹۳ جلد ا، فتاویٰ قاضیخان ص ۸۳،

والنظم من الهندية و من الاعذار ان يخاف لونزل عن الدابة على نفسه او على ثيابه او دابة لصا او سبعا او عدوا او كانت الدابة جموحا لو نزل عنها لا يمك الركوب الا بمعين .... الخ

اور اس کی تعلیل خانیہ و فتح و کفایہ میں بکلماتِ متقاربہ یہ ہے:

فعندهذه الا عذار تجوز المكتوبة على الدابة لقوله تعالیٰ فان خفتم فرجالا اوركبانا ۔

اور جب جانور یا اس کی اٹھائی ہوئی چلتی گاڑی پر جائز ہوئی تو ریل گاڑی پر بطریقِ اولیٰ جائز ہوگی: **و ذا اجلى من ان يجلىٰ**

بلکہ مسافر ریل گاڑی کو چونکہ غالبًا ان میں سے بعض عذر اور خطرے لاحق ہوا کرتے ہیں اور اسٹیشن پر رکنے کے وقت مسافروں کا اترنا چڑھنا باعثِ تشویش و تعویق ہوا کرتا ہے حالانکہ حکم برغالب و مغلنہ عموماً لگایا جاتا ہے اور اسی وجہ سے کنارے کے قریب چلتی کشتی

پر باوجود یہ کہ اتر کر زمین پر پڑھ سکتا ہو کشتی میں بیٹھ کر نماز پڑھنی جائز ہے:

کما مرا ول الجواب من الکتب العدیدة معتبره

تو ریل پر بھی مطلقاً جائز ہوگی، اور جب سفر جائز ہے اور انسان پابندِ حوائج و ضروریات ہے اور نماز پنجگانہ کی ادائیگی بھی لازم تو بحکم:

لا یکلف اللّٰہ نفسا الاوسعها و مافی معناهامن الایات والاحادیث اور **وما جعل علیکم فی الدین من حرج و مافی معناها** اور **یدید اللّٰہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر وغیرها الایات والاحادیث الدین بسر** اور **یسروا ولا تنفروا و غیرها** ۔جائز ہوگا اور اسی بناء پر سفر میں قصر شروع ہوا، نیز اصول فقہیہ میں محقق ہو چکا کہ وقت نماز معیار نہیں بلکہ ظرف ہے اور اس کی وہی جزء سبب وجوب ہے جس کے ساتھ ادا متصل ہو، حسامی ص ۳۰ تا ۳۱ وغیرہا میں ہے:

والنظم منه مکان ظرفا لا معیارا (الی ان قال) فوجب ان یجعل بعضه سبباً و هو الجزء الذی یتصل به الاداء فان اتصل الا داء بالجزء الاول کان هوا لسبب ولا ینتقل السببیة الی الجزء الذی یلیه ۔

تو جب چلتی گاڑی میں مسافر نماز شروع کرے:(۱)

تو اسی وقت سبب وجوب منعقد ہوگا حالانکہ اترنا باعثِ ہلاکت ہے تو یقیناً معذور بنا تو نماز جائز ہوگی اور انتظار اسٹیشن لازم نہیں،

کما یتبین من اختیار الشامی حیث قال منبها ان المسافر اذا عجز عن النزول عن الدابة لعذر من الاعذار المارة

۱۔ ولا مانع منہ بفص یساوی الامر بالصلوٰۃ ۱۲ عنہ غفرلہ،

وکان علیٰ رجاء زوال العذر قبل خروج الوقت کالمسافر مع رکب الحج الشریف هل له ان یصلی العشاء مثلا علی الدابة او المحمل فی اول الوقت اذا خاف من النزول ام یو خرالی وقت نزول الحجاج فی نصف اللیل لاجل الصلوٰة والذی یظهر لی الاول کان المصلی انما یکلف بالارکان والشروط عند ارادة الصلوٰة والشروع بها و لیس لذٰلك وقت خاص ولذا جازله الصلوٰة بالتیمم اول الوقت وان کان یرجو وجود الماء قبل خروجه و عللوه بانه قداداها بحسب قدرته الموجودة عند انعقاد سببها وهو مااتصل به الاداء۔

رہی سائل کی پیش کردہ عبارت ”اتحاد المکان واستقبال القبلہ شرط فی الصلوٰۃ غیر النافلۃ“ تو سائل نے ہوشیاری سے کام لیا ہے یا اس کی محض لاعلمی ہے ورنہ اس کا باقی حصہ ”عند الامکان لایسقط الابعذر (شامی ص ۶۵۸ جلد ا) ہی سائل کے بعض اشکالات کا حل کر رہا ہے اور بحری جہاز تو سفینہ ہی ہے، رہا ہوائی تو اس میں بھی جائز ہی ہے کہ کشتی کی طرح ”بمنزلۃ الارض“ اور ”کالبیت“ ہے۔ زمین اور اس کے درمیان پانی کی طرح ایک ایسا عنصر ہے جو خود تو قیام وغیرہ کے قابل نہیں مگر جو اس پر اڑ رہا ہے وہ قابل ہے

ولا تنس مامر نن الاعذار المجوده وغیرها فا نها تجری ایضاً

اور بیل گاڑی وغیرہ کا فرق اسی جواب سے واضح ہو گیا۔

واللّٰہ تعالیٰ اعلم و علمه جل مجده اتم و احکم وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی حبیب واله و اصحابه و بارك وسلم۔

تفصیلات وحوالہ کے لئے ملاحظہ ہو فتاوی نوریہ جلد اول ص ۲۰۸ تا ۲۱۲

خلاصہ: یہ کہ ریل گاڑی چلتی ہوئی میں نماز ادا کرنا جائز ہے اور اس سے منع کرنا درست نہیں۔